احکامِ تولیتِ وقف

ڈاکٹر سعید اللہ قاضی

احکامِ تولیتِ وقف

متولی عربی لغت میں باب تفعل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے' اس سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس کو وقف اور اس کے مصالح کی شرعی ذمہ داریاں سونپی گئی ہوں۔ اس کا مادہ ولی ہے ۔ ولی کا معنی قریب اور دوست کا ہے ۔ اصطلاح میں اس کا معنی انچارج اور منتظم کا ہے۔ اس کا معنی حافظ بھی ہے' عارف باللّٰہ بھی ہے اور عاقل اور بالغ وارث بھی ہے۔ (۱)

ولی کا مصدر ولایہ ہے جس کا معنی مدد اور محبت ہے۔ شرع میں ولایت کا معنی دوسرے پر حکم کا نفاذ ہے۔ گویا کہ ولایت کسی شخص یا مال پر شرعی تسلط کو کہتے ہیں۔ جن میں وہ شریعت کے مطابق تصرف کر سکتا ہے۔ اس سے ایک اور لفظ تولیت بھی مشتق ہے۔ جس کا معنی ایک انتظامی عہدے پر کسی شخص کا تقرر ہے۔ تولیت کا معنی متصرف' ولی اور ذمہ دار بنانا بھی ہے (۲) ۔یہی وجہ ہے کہ وقف اور اس کے مصالح کی حفاظت اور رکھوالی کے لیے وقف کنندہ (واقف) کی طرف سے کسی متولی کا تقرر شرعاً" لابدی ہے۔ نبی کریمؐ اور حضرت عمرؓ سے اس قسم کا تقرر ثابت ہے۔ ایسے شخص کو شرع کی اصطلاح میں متولی (نگران) ناظر اور قیم کہتے ہیں۔ (۳)

اس ولایت کی تفصیل پانچ عنوانات کے تحت کی جا سکتی ہے۔

۱۔ متولی کی اقسام اور شروط

۲۔ متولی کا تقرر

۳۔ متولی کے اختیارات

۴۔ متولی کے حقوق

۵۔ متولی کی معزولی

متولی کی اقسامِ ولایت دو قسم کی ہیں ۔ اصلی ولایت جو واقف' موقوف علیہ اور قاضی کو حاصل ہے۔

واقف کا حقِ ولایت

واقف کو متولی کے تقرر کا حق اس لیے حاصل ہے کہ وہ وقف شدہ مال کا مالک ہے۔ موقوف علیہ کو متولی مقرر کرنے کا حق اس لیے حاصل ہے کہ وقف شدہ املاک یا تو اس کی ملکیت میں منتقل ہوئی ہیں یا یہ کہ وہ ان کی پیداوار کا مالک ہے۔

جہاں تک قاضی کا تعلق ہے اس کو اس سلسلے میں ولایتِ عامہ حاصل ہے۔ حاکم ہر اس شخص کا ولی ہوتا ہے جس کا کوئی اور ولی نہ ہو۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واقف کو متولی کے تقرر کا حق مطلقاً" حاصل ہے۔ اس نے وقف نامے میں اس کا ذکر کیا ہو یا نہ' اس کے نزدیک واقف کو اپنی زندگی میں متولی کے ہٹانے کا حق بھی حاصل ہے۔ واقف کے فوت ہو جانے کے ساتھ متولی کی تولیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ (۴)

امام محمدؒ کے نزدیک واقف کو متولی کے تقرر کا حق اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ وقف نامے میں باقاعدہ طور پر اس کا ذکر کرے۔ اگر وقف نامے میں اس کا ذکر نہ ہو تو اس کو وقف میں حقِ ولایت حاصل نہیں ہو سکتا۔

امام محمدؒ سے ایک دوسرا قول بھی منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر واقف نے وقف نامے میں وقف سے متعلق اپنی تولیت کی شرط عائد کر دی ہو تو اس کا وقف اور وہ شرط دونوں باطل ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک واقف کے لیے حقِ ولایت وقف نامے میں اس کا ذکر کیے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔ انہوں نے واقف کے لیے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ وقف نامے میں اس کا ذکر وضاحت کے ساتھ کرے کہ حقِ تولیت اس کو یا اس کے متولی کو حاصل ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ شوافع اور حنابلہ واقف کو اپنی جائیداد وقف کرتے وقت وقف نامے میں اپنے حقِ تولیت کی شرط لگانے کا حق دے دیتے ہیں۔ اور اگر اس نے اس قسم کی کوئی شرط نہ لگائی ہو تو راجح قول یہ ہے کہ اس حالت میں حقِ تولیت حاکم کو پہنچتا ہے۔ (۵)

مذکورہ بالا اقوال میں ارجح قول یہ ہے کہ واقف کو اپنی وقف کردہ جائداد میں حقِ ولایت حاصل ہے' وقف نامے میں اس نے اس کا ذکر کیا ہو یا نہ۔ وجہ یہ ہے کہ اگر وہ دوسرے کو متولی مقرر کر سکتا ہے تو خود متولی کیوں نہیں بن سکتا۔(۶)

موقوف علیہ کا حقِ ولایت

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب تک واقف زندہ ہے، موقوف علیہ کو حقِ تولیت حاصل نہیں ہوتا۔ اس بات پر بھی تمام علماء متفق ہیں کہ اگر موقوف علیہم معین نہ ہوں یا ان کی تعداد بے شمار ہو یا موقوف علیہم مسجد، ہسپتال یا مدرسہ ہوں تو ایسی حالت میں ان کو وقف پر حقِ ولایت حاصل نہیں ہو سکتا خواہ ایسا واقف کی زندگی میں واقع ہو، یا اس کی موت کے بعد۔

اور اگر موقوف علیہم معین اور گنتی کے ہوں اور ولایت کے اہل ہوں اور واقف بقیدِ حیات نہ ہو اور اس نے حقِ ولایت نہ اپنے لیے اور نہ دوسرے کے لیے مقرر کیا ہو اور اس کا وصی بھی نہ ہو تو ---احناف اور شوافع کی رائے کے مطابق موقوف علیہ کو کسی حالت میں بھی حقِ ولایت حاصل نہیں ہے، اس لیے کہ وہ موقوف سے محاصل کے جلدی حصول کے لیے وقف املاک کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وقف اللہ کی ملکیت بن جاتا ہے، اس لیے اس کو اس میں تصرف کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک اگر موقوف علیہ کوئی معیّن شخص ہو اور ولایت کا اہل ہو تو اس کو اس وقت حقِ ولایت حاصل ہوتا ہے جب واقف نے وقف نامے میں حقِ ولایت کسی اور کو نہ دیا ہو یا فوت ہونے کی صورت میں کسی اور کے لیے اس کی وصیت نہ کی ہو۔ (۷)

مذکورہ بالا سارے اقوال میں قابلِ ترجیح قول یہ ہے کہ موقوف علیہ کو وقف املاک میں حقِ ولایت حاصل ہے بشرطیکہ وہ معیّن ہوں، گنتی کے ہوں اور اپنے امور کے مالک ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ وقف کی پیداوار کی حفاظت بطریقِ احسن کر سکتے ہیں اور جب ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اب ان کو اس پر حقِ تصرف بھی حاصل ہوگیا ہے تو وہ اس کو اپنی ذاتی ملکیت کی طرح سمجھیں گے اور اس کی اور اس کی پیداوار کی ترقی میں بھرپور کردار ادا کریں گے۔

اس میں البتہ یہ خطرہ ہے کہ وہ اوقاف سے جلدی اور زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے ان کی قیمتیں چڑھائیں گے اور ان کے بعد جو لوگ آئیں گے ان کے لیے ان سے استفادہ کرنے میں خاصی کمی واقع ہو گئی ہوگی۔

مگر اس خطرے کا سدِّ باب کرنے کے لیے محکمہ اوقاف اپنے اختیارات استعمال کر سکتا ہے اور وقف کی املاک کو موقوف علیہم کے غلط استعمال سے بچا سکتا ہے یا یہ کہ محکمہ اوقاف ولایتِ عامہ کا حق رکھتے ہوئے وقف جائیداد کی نگرانی اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔ اگر وہ موقوف علیہم کی طرف سے کسی قسم کا غلط تصرف محسوس کرتا ہو تو اس میں مداخلت کر سکتا ہے۔

قاضی کا حقِ ولایت

اگر واقف فوت ہو جائے اور اس کی طرف سے وقف املاک کی نگرانی کے لیے کوئی مستحق متولی (نگران) نہ ہو' نہ وقف نامے میں اور نہ وصی کی شکل میں تو اس کا متولی وہ شخص ہو گا جس کو قاضی مقرر کرے گا۔ فقہاء کی اصطلاح میں اس کو ولایتِ عامہ کہتے ہیں۔

جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب واقف فوت ہو جائے اور اس نے کسی کو متولی مقرر نہ کیا ہو اور نہ کسی کو وصی بنایا ہو اور موقوف علیھم غیر معیّن ہوں یا بے شمار ہوں یا موقوف علیھم مساجد' مدارس اور ہسپتال ہوں تو پھر قاضی کو وقف پر حقِ ولایت حاصل ہو جاتا ہے۔

وقف پر قاضی کے حقِ ولایت کے بارے میں دو حالتوں میں اختلاف ہے۔

ا۔ واقف زندہ ہو اور اس نے حقِ ولایت نہ اپنے لیے اور نہ کسی دوسرے کے لیے شرط کیا ہو یا واقف فوت ہوا ہو اور وصی کا تعین نہ کیا ہو اور موقوف علیھم معیّن اور گنتی کے ہوں اور ولایت کے اہل ہوں تو اس حالت میں قاضی کو حقِ ولایت نہیں پہنچتا۔

۲۔ واقف زندہ ہو اور وقف نامے میں کسی متولی کے تقرر کا ذکر نہ ہو اور موقوف علیھم غیر معیّن ہوں یا معیّن ہوں مگر بے شمار ہوں یا بچے ہوں یا مجنون ہوں یا غیر امین ہوں۔ ایسی حالت میں وقف املاک میں قاضی کو حقِ ولایت حاصل ہے۔ (۸)

گویا کہ قانون نے قاضی یا محکمہ اوقاف کو اس سلسلے میں بالکل آزاد نہیں چھوڑا کہ وہ جس طرح چاہے اور جس کو چاہے حقِ ولایت سونپ دیں بلکہ وہ واقف کی شروط کا ہر ممکنہ حد تک لحاظ رکھیں۔

ولایتِ فرعی

ولایت کی دوسری قسم ولایتِ فرعی ہے۔ اس میں ناظر خواہ واقف ہو یا متولی یا موقوف علیہ یا قاضی' وقف املاک کی نگرانی کے لیے کسی دوسرے شخص کو اپنا نائب مقرر کرتا ہے یا اس کو حقِ ولایت تفویض کرتا ہے یا یہ اقرار کرتا ہے کہ اس تولیت میں دوسرا شخص اس کے ساتھ شریک ہے۔ (۹)

ولایت کی شروط

متولی میں مندرجہ ذیل شروط کا پایا جانا لازمی ہے۔

۱۔ عاقل

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عقل' تولیت کی صحت کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے مجنون کی تولیت صحیح نہیں ہے' کیونکہ وہ مال کی نگرانی اور حفاظت کا اہل نہیں ہے۔ مجنون آدمی کی تولیت ایک سال تک باقی رہتی ہے۔ بعض کے نزدیک اس کی تولیت دو ماہ تک برقرار رہ سکتی ہے۔ اس کے بعد قاضی اس کو معطل کردے گا۔ اور اس کی جگہ کسی اور کو متولی مقرر کر دے گا۔ وہ اس وقت تک کام کرے گا جب تک اس کو افاقہ نہ ہو۔

۲۔ بلوغ

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بلوغ بھی تولیت کی صحت کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے کہ بچہ مال کی حفاظت کا بذاتِ خود اہل نہیں ہوتا اور اس کے اپنے اموال دوسروں کی ولایت میں ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے مال کی نگرانی کا اہل نہیں ہے تو وقف کی املاک کی نگرانی کیسے کر سکتا ہے۔ البتہ بعض کے ہاں اس کی تولیت صحیح ہے' مگر اس حالت میں اس کا ولی اس کا قائم مقام ہوگا جب وہ بالغ ہو جائے گا تو پھر وہ تولیت کا حق لے لے گا۔ (۱۰)

بہرحال متولی کسی اہل شخص کو مقرر کیا جائے گا۔ بچہ چونکہ نگرانی کا اہل نہیں ہوتا اس لیے اس کی تولیت بالاتفاق علماء کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

۳۔ عدالت

عدالت کے مختلف مفہوم لیے گئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص جو کبیرہ گناہوں سے اجتناب اور صغیرہ پر اصرار اور خطاکار و مفسد لوگوں کی بات پر اعتماد نہ کرتا ہو' عادل کہلاتا ہے۔ علامہ سیوطی کے ہاں عدالت' نفس کے اس ملکہ کا نام ہے جو انسان کو کبیرہ گناہوں سے اجتناب اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

احناف کے ہاں متولی میں عدالت اور دیانت کا موجود ہونا ضروری ہے۔ ان کے ہاں متولی میں صفتِ عدالت کا موجود ہونا اس کی تولیت کی صحت کے لیے شرط نہیں ہے بلکہ اس کے ترجیحی استحقاق (اولیت) کے لیے لازمی ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک متولی میں عدالت کی شرط کا ہونا لازمی ہے خواہ واقف خود متولی ہو یا اس کی طرف سے یا قاضی کی طرف سے مقرر کردہ ہو۔ اس لیے اگر متولی میں یہ شرط موجود نہ ہو تو اس کو معزول کیا جائے گا اور یہ معزولی حاکم کے حکم پر ہوگی۔ (۱۱)

بعض کے ہاں متولی میں عدالتِ ظاہری کا موجود ہونا ضروری نہیں بلکہ عدالتِ باطنی کا موجود

ہونا ضروری ہے۔

یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ متولی میں صفتِ عدالت اوّل سے لے کر آخر تک موجود ہونا ضروری ہے۔ اس لیے اگر ابتدا میں یہ صفت موجود تھی مگر آخر میں وہ فاسق بنا تو اپنے عہدے سے معزول کیا جائے گا۔ ہاں اگر متولی اپنے فسق سے توبہ کرلے تو اس کو دوبارہ اپنے عہدے پر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

مالکیوں کے ہاں کسی بھی متولی میں دیانت اور امانت کا ہونا لازمی ہے، مگر ان کے ہاں اس کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ اگر متولی واقف کا مقرر کردہ ہو تو اس کے علاوہ کوئی اور اس کو معزول نہیں کر سکتا۔ اس لیے قاضی اس فاسق متولی کو اس وقت تک معزول نہیں کر سکتا جب تک موقوف علیہم اس سے راضی ہوں۔ (۱۲)

۲۔ اسی طرح قاضی بھی اس وقت تک فاسق متولی کو معزول نہیں کر سکتا جب تک موقوف علیہم جو معیّن ہوں، اس سے خوش ہوں۔

۳۔ اور اگر متولی فاسق اور بدکردار ہو اور قاضی کا مقرر کردہ ہو تو وقف کی املاک اور مستحقین کے حقوق کی حفاظت کے لیے اس کا معزول کیا جانا ضروری ہے گویا قاضی متولی کو بغیر ارتکابِ جرم معزول نہیں کر سکتا، مگر واقف کر سکتا ہے۔

حنابلہ کے ہاں واقف اور قاضی کے مقرر کردہ متولیوں اور موقوف علیہم کی طرف سے مقرر کردہ متولی میں فرق ہے اس لیے جب موقوف علیہم تمام کے تمام متولی ہوں تو عدالت کی شرط کا ان میں موجود ہونا ضروری نہیں ہے ۔ اگر متولی قاضی کا مقرر کردہ ہو اور پہلے وہ عدالت کی صفت سے متصف تھا اور بعد میں فاسق بنا تو اس کو معزول کیا جائے گا اور اس کی جگہ دوسرے متولی کا تقرر عمل میں لایا جائے گا۔ (۱۳)

اگر متولی واقف کا مقرر کردہ ہو، جبکہ پہلے وہ عادل تھا اور بعد میں فاسق بنا تو اس کی تولیت صحیح ہوگی مگر اس حالت میں مستحقین کے حقوق کی نگہداشت کا ضرور بندوبست کیا جائے گا۔ البتہ بعض کے ہاں اس کی تولیت اس وقت ختم ہو گی جب مستحقین کے حقوق کو اس کی تولیت میں نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو اس لیے کہ ایک فاسق کی ولایت کو باقی رکھنے کے مقابلے میں وقف مال کی حفاظت کا خیال رکھنا زیادہ اہم ہے۔

صفت عدالت سے متعلق اس تمام تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ عدالت کی شرط لگانے سے

فقہاء وقف کی املاک کی حفاظت' ان کے صحیح اور مناسب استعمال اور موقوف علیہم کو ان کے حقوق دینے کو یقینی بنانا چاہتے ہیں یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے جب متولی وقف املاک کے صحیح اور مناسب استعمال پر قادر ہو اور اس کے بارے میں امانت دار ہو۔ دوسرے یہ کہ متولی فاسق نہ ہو۔ فسق یہ ہے کہ آدمی دین کی طرف سے عائد شدہ پابندیوں کا خیال نہ رکھے یعنی اوامر و نواہی اور اعلیٰ اقدار کو ملحوظِ خاطر نہ رکھے۔ لہٰذا ہر مرتکبِ کبیرہ فاسق ہے۔ (۱۴)

مگر عصرِ حاضر میں اس قسم کے نیک لوگوں کا پایا جانا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس لیے جو آدمی مال کے سلسلے میں امین اور دیانت دار ہو اور مال سے متعلق امور میں عدالت کی صفت سے متصف ہو تو وہ متولی بن سکتا ہے۔ اگرچہ وہ اسلامی تعلیمات کا بطریقِ احسن خیال نہ رکھ سکتا ہو' اور کبھی کبھار اس سے بعض ممنوع افعال کا ارتکاب بھی ہوتا ہو۔

۴۔ کفایہ

چوتھی شرط کفایہ ہے۔ کفایت سے مراد وقف املاک میں تصرف کرنے کی قدرت اور صلاحیت رکھنا ہے۔ سارے فقہاء کے ہاں متولی میں اس صفت اور اہلیت کا ہونا لازمی ہے۔

شوافع' حنابلہ اور مالکیہ کے ہاں متولی کی تولیت کی صحت کے لیے اس میں کفایت کا ہونا لازمی ہے۔

احناف کے ہاں اس میں اس صفت کا موجود ہونا صحت کے لیے نہیں بلکہ اولیت کے لیے شرط ہے۔

۵۔ اسلام

پانچویں شرط اسلام ہے۔ متولی کے مسلمان ہونے میں فقہاء کی دو آراء ہیں۔

ا۔ متولی کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ کافر وقف کے ان املاک کا متولی نہیں بن سکتا جن کے موقوف علیہم مسلمان ہوں یا مساجد' فقراء اور طالب علم ہوں اور اگر موقوف علیہ معیّن کافر ہو تو کافر کو اس کا متولی بنایا جا سکتا ہے۔ احناف کے ہاں متولی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔ ان کے ہاں کافر بھی متولی بن سکتا ہے خواہ وہ واقف کی طرف سے مقرر کردہ متولی ہو یا قاضی کی طرف سے۔ موقوف علیہم مسلمان ہوں یا ذمی' مساجد ہوں یا فقراء' چونکہ متولی کے تقرر کا مقصد وقف املاک کی حفاظت اور مستحقین کے حقوق کی نگرانی ہے اور یہ صفت غیر مسلم میں بھی پائی جاتی ہے اس لیے اس کو متولی بنایا جا سکتا ہے۔ (۱۵)

مگر میری رائے میں راجح رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے وقف املاک پر کافر کا متولی مقرر کرنا

صحیح اور حکمت کی بات نہیں ہے۔اس لیے کہ وقف ایک اسلامی ادارہ ہے اور شریعت کا حکم ہے۔ اس کا مقصد نیک کاموں کا کرنا' مستحقین کے لیے وظائف جاری کرنا اور اسلامی شعائر کو سربلند رکھنا ہے۔ اس کا مقصد مسجدوں اور دینی مدارس کا قیام اور مسلمان فقراء کی ضرورتوں کی تکمیل ہے اور کافر ان چیزوں میں اور ان کی احیاء میں دلچسپی نہیں رکھ سکتا۔ اور نہ اس کو جہاد فی سبیل اللہ میں کسی قسم کی رغبت ہو سکتی ہے اس لیے کافر کو متولی مقرر کرنا حکمت کی بات نہیں ہے۔

متولی کی ذمہ داریاں

چونکہ متولی وقف املاک کی حفاظت' نشوونما اور شرع کے مطابق ان میں تصرف کرنے کے لیے مقرر کیا جاتا ہے اس لیے اس سلسلے میں وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے اس کو اس کے اٹھانے کا حق حاصل ہے اس کے برعکس اس کو کسی قسم کا حق حاصل نہیں۔ دوسرے الفاظ میں متولی کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ وقف کی حفاظت اور تعمیر کرے' ان کو اجارہ پر دے' ان میں کاشت کرے اور کرائے' ان کے بارے میں مقدمہ بازی کرے' ان کی اجرت اور پیداوار وصول کرے' ان کی نشوونما اور ترقی میں مقدور بھر کوشش کرے' ان کی پیداوار اور آمدنی میں سے وقف شدہ املاک کی تعمیر' اصلاح اور مستحق لوگوں پر خرچ کرے' غیر مناسب مقامات پر اس کو خرچ کرنے سے روکے اور ان سے وظائف دے۔ متولی کے فرائض بالتفصیل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وقف کی تعمیر

وقف کی تعمیر متولی کے اوّلین فرائض میں سے ہے اس لیے کہ اگر وہ اس کی تعمیر سے دست کش ہو جائے تو اس سے وقف املاک کے برباد اور خراب ہونے کا قوی امکان ہے۔ اور ان سے جن مقاصد کا حصول مدنظر تھا وہ حاصل نہیں ہو سکیں گے۔ اس لیے متولی وقف املاک کی تعمیر کو اپنا اوّلین فرض شمار کرے' اس کی اجازت اس کو واقف کی طرف سے دی گئی ہو یا نہ۔ (۱۶)

وقف کی آمدنی سے سب سے پہلے متولی اس کی تعمیر پر پیسہ خرچ کرے گا اور بعد میں جو کچھ بچ جائے وہ مستحقین کو دے گا۔ اگر وقف شدہ چیز درخت ہے اور اس کے خراب اور ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو اس کے کاٹنے اور قابلِ فروخت بنانے پر پہلے پیسہ خرچ کیا جائے گا تاکہ اس کی لکڑی ضائع نہ ہو۔ اسی طرح اگر زمین بنجر ہے یا قابلِ کاشت نہیں ہے تو وہ اس کی اصلاح پر سب سے پہلے پیسہ خرچ کرے گا۔ گویا کہ وقف املاک کی تعمیر اور اصلاح' مستحقین پر خرچ کرنے

کے مقابلے میں اولیت رکھتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو اور اصل جائیداد ضائع ہو جائے تو اس سے آمدنی کے حصول کی کیا توقع رکھی جا سکتی ہے۔ پھر مستحقین کے حقوق کی ادائیگی کا اصل سرچشمہ خشک ہو جائے گا۔ اس لیے جائیداد کی تعمیر اور مرمت باقی تمام چیزوں پر فوقیت رکھتی ہے۔

جائیداد کی تعمیر پر جو رقم خرچ کی جائے گی اس کی صورتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ واقف نے وقف املاک پر خرچ کرنے کے لیے کسی مال کی نشاندہی کی ہو۔

۲۔ وقف شدہ املاک کی قیمتیں چڑھ جانے سے۔

۳۔ وقف شدہ جائیداد سے استفادہ کرنے سے۔

۴۔ وقف شدہ املاک عام فلاح و بہبود کے لیے ہوں جیسے مسجد اور مدرسہ۔

دوسری صورت میں وقف شدہ املاک گھر' دکانیں اور زرعی زمین وغیرہ ہو سکتے ہیں ان کی تعمیر اور اصلاح کی اگر ضرورت پڑے اور واقف نے اس کے لیے کسی حد کی نشاندہی نہ کی ہو تو ان کی پیداوار سے ان کی تعمیر اور اصلاح پر خرچ کرنے کو اولیت دی جائے گی۔ اگر وقف شدہ چیز گھر ہوں اور ان میں موقوف علیھم قیام پذیر ہوں تو ان کی اصلاح اور تعمیر ان کے ذمہ ہے۔ متولی ان پر وقف کی آمدنی سے خرچ نہیں کر سکتا اور اگر موقوف علیھم میں سے کوئی ان کی تعمیر اور اصلاح کرنے سے عاجز ہو تو قاضی اور متولی ان گھروں کو اجارہ پر دیں گے اور اجارے کی آمدنی سے جو رقم حاصل ہوگی اس پر ان کی تعمیر اور اصلاح کی جائے گی اور آخر کار اجارے کی رقم پوری ہونے کے بعد وہ گھر سابقہ موقوف علیھم کو واپس کر دیے جائیں گے۔ (۱۷)

اگر وقف شدہ اشیاء' مسجد' مدارس اور ہسپتال ہیں اور ان کی تعمیر اور اصلاح کی ضرورت پڑے تو ان کے لیے خاص مدات ہیں جیسے دکانیں' رہائشی مکان اور زرعی زمین۔ ان کی آمدنی سے ان پر خرچ کیا جائے گا۔

اگر ان کے ساتھ مذکورہ بالا ذرائع آمدنی نہ ہوں تو بیت المال سے ان پر رقم خرچ کی جائے گی۔

۲ ۔ شروط کا نفاذ

متولی کی دوسری ذمہ داری واقف کی شروط کا نفاذ ہے۔ وہ ہر حالت میں واقف کی ہدایات پر عمل پیرا رہے گا۔

متولی کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ وقف املاک کی آمدنی سے ان املاک پر عائد شدہ ٹیکس' قرضے' مزدوروں کی مزدوری' جائیداد کے اردگرد باڑ لگانے کا خرچ وغیرہ ادا کرے' مستحقین کو ان

کے حقوق بہم پہنچائے اور ان کی ادائیگی میں غیر ضروری تاخیر نہ کرے' وہ وقف املاک کی حفاظت اور نگرانی کرے' ان کی حد بندی کرے' ان کو اوروں کے ناجائز تصرفات سے بچائے اور جس کسی نے ان میں سے کوئی حصہ زبردستی لے لیا ہو اس کو واپس کرائے' اس کے لیے اگرچہ اس کو مقدمہ بازی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ اس کا تمام خرچ وقف املاک کی آمدنی سے ادا کیا جائے گا۔

متولی وقف شدہ کسی بھی گھر کو کشادہ کر سکتا ہے' رہائشی مکانات کو دکانوں میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اور وقف اور مستحقین کے مفاد میں ان میں تصرف کر سکتا ہے۔ وقف شدہ عمارات اور گھروں کے کرایہ کو مناسب طریقے سے بڑھا کر ان کی آمدنی کو بڑھا سکتا ہے۔ (۱۸)

اگر وقف شدہ املاک قابلِ کاشت زمین ہو جو آبادی کے قریب ہو اور متولی کے خیال میں یہ بات موقوف علیہم کے مفاد میں ہو کہ اس پر رہائشی مکانات یا دکانیں تعمیر کرائی جائیں تو وہ ایسا کر سکتا ہے اور اگر زراعت کی آمدنی مکانوں اور دکانوں کی آمدنی سے زیادہ ہو تو پھر اس کی ہیئت کو تبدیل کرنا درست نہیں۔

متولی وقف جائداد کو اجارہ پر دے سکتا ہے اور یہ اس کا حق ہے کہ ایسا کرے الّایہ کہ واقف نے اس کو ایسا کرنے سے منع کیا ہو۔ متولی وقف شدہ زمین میں کاشت کر سکتا ہے' یہ کاشت وہ خود بھی کر سکتا ہے اور پیداوار میں سے کسی حصے کے بدلے بھی دے سکتا ہے۔

متولی زرعی زمین کو کاشت کرتے وقت اس کے لیے تخم بھی خرید سکتا ہے' ہل چلانے کے لیے بیل' ٹریکٹر اور دوسرے آلات زراعت بھی خرید سکتا ہے۔

متولی وقف شدہ زمین میں رہائشی گاؤں بھی بنا سکتا ہے۔ زراعت سے متعلق آلات اور دوسری چیزوں کے لیے اس میں مکان بھی بنا سکتا ہے مگر ان میں شرط یہ ہے کہ اس میں فائدہ ہو۔

متولی کے لیے کون کون سے تصرفات جائز نہیں ہیں

۱۔ متولی وقف املاک پر قرض نہیں لے سکتا' البتہ اگر وقف شدہ املاک کی تعمیر اور اصلاح یا زمین کے لیے تخم وغیرہ خریدنے کی ضرورت پڑے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

احناف' وقف پر قرض لینے کو دو شروط کے ساتھ مشروط کرتے ہیں: قاضی وقف پر قرض لینے کی اجازت دے یا وقف شدہ املاک سے آمدنی کی توقع نہ ہو جس سے وقف کی تعمیر اور اصلاح پر پیسہ خرچ ہو۔ حنابلہ اور مالکیہ بھی وقف کی تعمیر اور اصلاح کے لیے وقف شدہ املاک

پر قرض لینے کو جائز قرار دیتے ہیں' البتہ وہ اس کو قاضی کی اجازت کی شرط کے ساتھ مشروط کرتے ہیں۔ (۱۹)

۲۔ وہ وقف شدہ املاک کو رہن بھی نہیں رکھ سکتا۔ متولی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ وقف املاک کی تعمیر اور اصلاح یا مستحقین میں سے کسی کی ضرورت پوری کرنے کے سلسلے میں لیے ہوئے قرض کے عوض وقف املاک کو رہن میں رکھ لے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے وقف املاک کو مرتہن کی طرف سے نقصان پہنچنے کا شدید خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ رہن رکھنے سے وقف شدہ املاک کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

۳۔ متولی کسی کو وقف شدہ رہائشی مکان مفت نہیں دے سکتا اور اگر اس نے ایسا کیا تو وقف شدہ املاک کی حفاظت کی خاطر اس سے اتنا ہی کرایہ لیا جائے گا جتنا اس جیسے دوسرے گھر کا ہے۔ اس کو یہ اجازت بھی نہیں ہے کہ وہ خود وقف کے کسی گھر میں سکونت اختیار کرے۔

۴۔ متولی خود یا اس کی طرف سے مقرر شدہ کوئی دوسرا متولی وقف شدہ املاک کو اجارہ پر نہیں لے سکتا۔ وہ وقف املاک کو اپنے دادا' اور اولاد یا شوہر یا بیوی کو اجارہ پر نہیں دے سکتا ایسا کرنے سے اس پر الزام لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ (۲۰)

متولی کے حقوق

متولی وقف شدہ املاک سے تنخواہ کے طور پر اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے مناسب رقم لے سکتا ہے۔ تنخواہ کی یہ رقم محدود نہیں ہو سکتی اس لیے کہ وقف اور اشیاء کی مہنگائی کی مناسبت سے یہ گھٹ اور بڑھ سکتی ہے۔ تنخواہ اس کو نقدی کی صورت میں ماہوار یا سالانہ بھی دی جا سکتی ہے اور پیداوار میں سے ایک حصے کے طور پر بھی' یہ حصہ دسواں بھی ہو سکتا ہے اور بیسواں بھی۔

وقف املاک سے متولی کی تنخواہ کا ثبوت رسول کریمؐ اور حضرت عمرؓ دونوں سے ثابت ہے۔

تنخواہ کی مقدار کے تعین میں حسب ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اگر تنخواہ کی تعداد واقف نے مقرر کی ہو تو اتنی ہی رقم اس کو ماہوار یا سالانہ نقدی یا پیداوار میں سے ایک حصے کے طور پر دی جائے گی۔ واقف اجرِ مثل سے بھی زیادہ دے سکتا ہے۔

اگر واقف نے تنخواہ کی رقم مختص نہیں کی ہے تو قاضی اس کی تنخواہ کا تعین کرے گا۔ مگر اس کو اجرِ مثل سے زیادہ دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔

شوافع کے ہاں اگر واقف نے اس کے لیے تنخواہ مقرر نہیں کی ہے تو قاضی کی اجازت کے بغیر اس کو تنخواہ نہیں دی جائے گی۔ اگر اس نے بھی تنخواہ مقرر نہ کی ہو تو پھر وہ کوئی تنخواہ لینے کا مستحق نہیں ہے۔

مالکیہ کے ہاں اگر واقف نے اس کے لیے تنخواہ مقرر نہ کی ہو تو اس کی تنخواہ بیت المال سے ادا کی جائے گی' وقف املاک کی آمدنی سے اس کو تنخواہ نہیں دی جائے گی۔

حنابلہ کے ہاں اگر متولی کے لیے واقف نے کوئی تنخواہ مقرر نہ کی ہو تو وہ اگر تنخواہ کا محتاج نہ بھی ہو' وقف املاک کی آمدنی سے معروف طریقے کے مطابق تنخواہ لے گا یا اس کو اجر مثل ملے گا۔ (۲۱)

وہ کب تنخواہ لینے کا مستحق ٹھہرتا ہے؟

متولی تنخواہ لینے کا اس وقت مستحق ٹھہرتا ہے' جب وہ وقف املاک کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا کرتا ہو اگر وہ ایسا نہیں کرتا یا اس میں خیانت کا مرتکب ہو جائے یا مر جائے تو وہ پھر تنخواہ لینے کا حقدار نہیں ٹھہرتا۔ اگر متولی نے وقف کا کاروبار چلانے کے لیے اپنی طرف سے ایک نائب مقرر کیا تو اس کی تنخواہ اس کے ذمہ ہوگی۔ البتہ اگر واقف نے اس کو ایسا کرنے کی اجازت دی تو پھر اس کو وقف کی آمدنی سے تنخواہ دی جا سکتی ہے۔

متولی کے کام کے گھنٹے اتنے ہی ہوں گے جتنے کہ اس جیسے دوسرے لوگوں کے ہوتے ہیں نہ ان سے کم اور نہ زیادہ۔ یہی حال عورت متولیہ کا بھی ہے۔

اگر واقف نے وقف نامے میں اس کے لیے تنخواہ کا تعین نہ کیا ہو تو محکمہ کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا شخص تنخواہ کے تعین کا حقدار نہیں ہے البتہ اگر واقف نے وقف نامے میں تنخواہ کا تعین نہ کیا ہو تو محکمہ اوقاف اس کی تنخواہ مقرر کر سکتا ہے۔

متولی کو واقف کی طرف سے مقرر کردہ تنخواہ ملے گی۔ (۲۲)

متولی کی معزولی

متولی چونکہ واقف کا وکیل ہوتا ہے اس لیے وہ اس کو جب چاہے معزول کر سکتا ہے۔ اور اس کی وفات کے بعد وہ خود بخود معزول ہوتا ہے۔ اور اگر واقف وقف نامے میں اس بات کا ذکر کرے کہ وہ اس کی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی اس کا متولی ہوگا تو وہ اس کی وفات کے بعد بھی قائم رہے گا۔ البتہ اگر متولی قاضی کی طرف سے مقرر کردہ ہو تو وہ قاضی کی وفات کے

بعد معزول نہیں سمجھا جائے گا۔

متولی علانیہ طور پر خیانت کا ارتکاب کرے تو وہ معزول ہوتا ہے اسی طرح اگر اس کو جنون لاحق ہو جائے یا فسق اور نااہلی کا شکار ہو جائے تو اس کو معزول کیا جائے گا۔ جنون کا وقفہ ایک سال کا ہے۔

خیانت کے سلسلے میں صرف زبانی الزام کافی نہیں ہے۔ بلکہ ظاہری ثبوت کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً اوقاف کو مرمت کی ضرورت لاحق ہوگئی' اوقاف کی آمدنی موجود ہے مگر متولی اس کی مرمت پر پیسہ خرچ نہیں کرتا یا اس میں کوتاہی کرتا ہے یا اوقاف کو بیچتا ہے یا اس میں ناجائز تصرف کرتا ہے تو یہ علانیہ خیانت میں شمار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ متولی رہنے کا مستحق نہیں ہے البتہ اگر وہ اپنی خیانت سے توبہ کرتا ہے تو اس کو دوبارہ بحال کیا جا سکتا ہے۔

متولی اگر فاسق ہے تو اس سے بھی وقف کے انتظام میں خلل واقع ہونے اور مال کے ضیاع کا خطرہ ہے۔ یہ تولیت اور وقف کے مقاصد کے خلاف ہے۔

واقف یا قاضی شرع کسی اہم ضرورت اور مصالح وقف کے لیے متولی کو معزول کر سکتا ہے لیکن ان کی عدم موجودگی میں کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ اس سے بد انتظامی پیدا ہوتی ہے۔

قاضی شرع' واقف یا اس کی طرف سے مقرر شدہ وہ متولی جس کو متولی کے تقرر اور معزولی کا اختیار حاصل ہو' مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر متولی کو معزول کر سکتا ہے چونکہ اس میں ولایت عامہ یا خاصہ کی ضرورت ہوتی ہے جو قاضی شرع' واقف اور ان کے متولی کو حاصل ہے۔ مگر موقوف علیہم کو چونکہ حق تصرف پر ولایت حاصل نہیں ہے اس لیے وہ متولی کو معزول نہیں کر سکتے۔ (۲۳)

جہاں تک اہل محلّہ کا تعلق ہے تو ان کو ولایت عامہ یا خاصہ کوئی بھی حاصل نہیں اور متولی کو ان کی طرف سے وکالت' نیابت کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اس لیے وہ متولی کو معزول نہیں کر سکتے البتہ اگر متولی کی خیانت' فسق اور جنون اور نااہلی سے ان اوقاف کو نقصان پہنچتا ہو جن کا اثر اہل محلّہ پر پڑتا ہو تو وہ اس ضرر کو دفع کرنے کے لیے علماء کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر سکتے ہیں۔ اور وہ شریعت کے مطابق فریقین کے درمیان فیصلہ کر سکتے ہیں۔

اور اگر متولی خیانت ظاہری' فسق' جنون اور نااہلی جیسے عیوب سے پاک ہے اور عام مسلمانوں کی نظر میں وہ کافی عرصے سے قابل' امین اور دیندار چلا آرہا ہے تو اس کو ہرگز معزول

نہیں کیا جا سکتا۔ (۲۴)

حوالے

نوٹ۔ مضمون ہذا کے آخر میں حروفِ تہجی کے لحاظ سے کتابیات کی فہرست دی گئی ہے۔ جس میں ہر کتاب کا نام، مصنف کا نام، مقام طباعت، سن طباعت، جلد نمبر وغیرہ دیے گئے ہیں۔ اس لیے حوالے میں صرف اس کتاب کا نمبر دیا جائے گا جس کا حوالہ دینا مقصود ہے۔

۱۔ نمبر ۵۲، ۵۰ ولی
۲۔ ایضاً
۳۔ مجموعۃ الصحاح الستۃ، کتاب الوقف (تالیف شرف الدین ہبتہ اللہ)
۴۔ نمبر ۷ و نمبر ۲۲ وقف ایضاً نمبر ۹، ص ۳۶۱
۵۔ نمبر ۲۶ وقف
۶۔ ایضاً و ایضاً نمبر ۱۲ وقف
۷۔ نمبر ۱۴ وقف
۸۔ نمبر ۲۰، نمبر ۲۲ وقف
۹۔ نمبر ۸، نمبر ۵۵ "
۱۰۔ نمبر ۲۸، نمبر ۳۶، نمبر ۴۲، نمبر ۲۵ وقف
۱۱۔ ۱۰۔ نمبر ۲۸، نمبر ۳۶، نمبر ۴۲، نمبر ۲۵ وقف
۱۲۔ ۱۰۔ نمبر ۲۸، نمبر ۳۶، نمبر ۴۲، نمبر ۲۵ وقف
۱۳۔ نمبر ۲۶، نمبر ۲۳، نمبر ۵۵ وقف
۱۴۔ نمبر ۲۶، نمبر ۲۳، نمبر ۵۵ وقف
۱۵۔ نمبر ۱۵، نمبر ۱۸، نمبر ۵۵
۱۶۔ نمبر ۵، نمبر ۳۶، نمبر ۲۸ وقف
۱۷۔ نمبر ۲۲، ۲۶، ۱۱، ۱۲، ۵۵
۱۸۔ نمبر ۲۲، ۲۶، ۱۱، ۱۲، ۵۵
۱۹۔ نمبر ۵، ۱۴، ۵۵
۲۰۔ نمبر ۵، ۱۴، ۵۵
۲۱۔ نمبر ۲۲، ۲۶، ۱۱
۲۲۔ نمبر ۲۲، ۲۶، ۱۱ نمبر ۵، ۳۶
۲۳۔ نمبر ۲۲، ۲۶، ۱۱
۲۴۔ نمبر ۲۲، ۲۶، ۱۱ نمبر ۴۴، ۵۵

کتابیات

۱۔ قرآن کریم
۲۔ ابن ماجہ السنن۔ (کتاب الاحکام)
۳۔ ابوداؤد الجامع السنن کتاب الوصایا
۴۔ احکام تولیت وقف عبدالرحیم پوپلزئی لاہور
۵۔ احکام فقہ اسلامی سید امیر علی اردو ترجمہ
۶۔ احکام الوقف۔ خصاف
سید ابوالحسن۔ وقف
۷۔ احکام الوقف محمد شفیق العانی بغداد، ۱۹۶۰ء
۸۔ احکام الوقف فی الشریعۃ الاسلامیہ الکیسی جلد دوم
۹۔ اسلام کا اقتصادی نظام سیوہاروی، دہلی ۱۹۵۹ء
۱۰۔ اسلام کا مالیاتی نظام رفیع اللہ شہاب
۱۱۔ اعلاء السنن۔ مولانا ظفر احمد عثمانی، جلد ۱۳، وقف
۱۲۔ البحرالرائق ابن نجیم۔ وقف

۱۳- بخاری شریف کتاب الشهادات
۱۴- بدائع الصنائع کاسانی- وقف
۱۵- البنایۃ فی شرح الھدایۃ المعروف بہ عینی، بدر الدین عینی- وقف
۱۶- بیھقی: السنن الکبریٰ- وقف
۱۷- ترمذی
۱۸- تلخیص الجیر وقف
۱۹- جواھر الفقہ مولانا مفتی محمد شفیع
۲۰- خیریہ شرح بحر الرائق علامہ خیر الدین- وقف
۲۱- در مختار
۲۲- رد المختار ابن عابدین
۲۳- السعایۃ عبدالحی لکھنوی، لاہور ۱۹۳۶ء وقف
۲۴- شرح الازھار، جلد ۳، کتاب الوقف
۲۵- فتاویٰ سبکی ابوالحسن تقی الدین سبکی، پہلی جلد، وقف
۲۶- فتاویٰ عالمگیری
۲۷- الفتاوی الکبریٰ ابن تیمیہ وقف
۲۸- فتح القدیر، ابن ھمام، وقف
۲۹- کتاب الام، امام شافعی
۳۰- کتاب الاموال ابن زنجویہ ارض مفتوحہ، ارض خیر
۳۱- کتاب الاموال، ابوعبیدہ، ارض مفتوحہ، ارض خیر
۳۲- کتاب الخراج، ابو یوسف " "
۳۳- کفایۃ المفتی: مفتی کفایت اللہ وقف
۳۴- کنز العمال: علی المتقی، وقف
۳۵- المبسوط سرخسی- وقف
۳۶- مجموعہ قوانین اسلام، ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، جلد ۳، وقف
۳۷- محاضرات فی الوقف ابو زھرۃ
۳۸- مسلم، کتاب الوصایا
۳۹- معارف القرآن، مولانا مفتی محمد شفیع
۴۰- معاشیات اسلام، مولانا مودودیؒ
۴۱- معانی الآثار، طحاوی
۴۲- مغنی، ابن قدامہ، جلد پنجم: کتاب الوقف
۴۳- منتھی الارب
۴۴- منحۃ الخالق علی بحر الرائق، ابن عابدین، وقف
۴۵- نسائی سنن، کتاب الاجناس
۴۶- نیل الاوطار، شوکانی، وقف
۴۷- وفاء الوفاء، سمھودی، وقف
۴۸- ہدایۃ، مرغینانی، وقف

لغات

49- al-Farazid al-Durriyyah (فرائض الدوریہ)

50- Modern English Arabic Hans wehr

51- Lisan al-Arab (لسان العرب)

52- Qamus Fairoaz Abadi (القاموس، فیروز آبادی)

53- Taj al-Urus (تاج العروس)

54- Taxation in Islam vol.II by A. Ben Shemesh London 1965 25-27.

ضمیمہ

۵۵۔ احکام الاوقاف، جلد اول مصطفیٰ الزرقاء، دمشق ۱۹۴۷ء

۵۶۔ مجموعۃ الصحاح الستہ لشرف الدین ہبتہ اللہ، الوقف۔

۵۷۔ مغنی المحتاج للشربینی۔ وقف

بقیہ: رسائل و مسائل

ہو سکتی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ متعہ حرام ہے اور اس مسئلہ پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ میرے نزدیک قرآن پاک کی ان دونوں آیات سے حرمتِ متعہ کی طرف اشارہ قویہ نکلتا ہے کیونکہ متعہ کے ذریعہ جس عورت کو لایا جاتا ہے اس سے صرف شہوت رانی مقصود ہوتی ہے اور وہ بیوی نہیں ہوتی۔ مزید تفصیل کے لیے آپ معارف القرآن (مفتی محمد شفیعؒ) اور تفہیم القرآن (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ) کے متعلقہ مقامات، جن کا حوالہ دیا گیا ہے، کا مطالعہ فرمالیں۔ اس کے بعد کوئی شک و شبہ ہو تو تحریر فرمائیں، جواب دے دیا جائے گا۔

بقیہ: قرآن کی بعض صفات

(۲) سفینۂ نجات — مولانا جلیل احسن ندوی

(۳) تدبرِ قرآن — مولانا امین احسن اصلاحی

(۴) تفہیم القرآن — مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

(۵) ترجمان القرآن — مولانا ابوالکلام آزاد

(۶) الکشاف — للزمخشری

(۷) لسان العرب — لابن منظور

(۸) القاموس المحیط — للفیروز آبادی

(۹) مختار الصحاح — محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الرازی

(۱۰) تفسیر ابن کثیر — علامہ ابن کثیر

(۱۱) دین کا قرآنی تصور — مولانا صدر الدین اصلاحی

(۱۲) جامع الترمذی — لابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی

عموماً آیات کا ترجمہ تفہیم القرآن یا تدبر قرآن سے ماخوذ ہے۔